OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

نوجوانانِ ملت کے لیے امام حسین کے پیغام و مشن کی معرفت کی ضرورت و اہمیت: قرآنی تعلیمات اور سیرت طیبہ کے تناظر میں ایک مطالعہ

Need and Importance of Knowing the Message and Mission of *Imām Hussain* for the Muslim Youth: A Study in Context of Quranic teachings and *Sīra* of the Prophet

Syeda Shumaila Rubab Razvī

Shah Abdul Latif University, Khairpur, Sindh

Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan

Assistant Professor, Department of Urdu, Encyclopedia of Islam, Allama Iqbal Campus, Punjab University, Lahore

Prof. Dr. Matloob Ahmad

Dean Faculty of Arts and Social Sciences, The University of Faisalabad, Faisalabad

Abstract

Beloved of Allah, the light of the heart, the tranquility of the eyes of the Seal of the Prophets, peace be upon him, the sanctified and exalted personality of *Imām Husaīn*, may peace be upon him, does not require any introduction. With the charm and comprehensiveness of your noble being, along with your immense and unparalleled sacrifice and global message, the attention of every conscious and conscientious person on Earth has been drawn towards you, transcending all divisions of religion, sect, country, nation, race, and tribe. Individuals of various backgrounds have devoted themselves according to their capabilities to the study and dissemination of your esteemed and extraordinary existence, as well

CC BY

as the hidden lessons and messages within it. Whoever, whether a writer or an individual, has studied the life of your sacred existence from any perspective, has discovered the utmost heights of perfection in your exalted essence. However, it is worth noting that until this moment, no one has emerged who can claim to have encompassed all aspects of your noble life through speech and writing, without any deficiency or thirst. If all these written works are compiled, they can be considered as a voluminous collection. Therefore, here we shall briefly delve into our topic and engage in discourse within its scope. *Raqīma* has made an effort to shed light on the subject of "Introducing *Imām Husaīn* (AS) to the youth of the Muslim ummah in the light of Quranic teachings and the Prophetic tradition" in order to explore a fresh perspective. This endeavor aims to acquaint the youth of the Muslim ummah with the sublime essence of the exalted position of *Imām Husaīn (AS)* by drawing inspiration from Quranic teachings and the Prophetic tradition.

Keywords: Illumination, Zāt-e-Aqdas, *Hayāt* Tayyaba, Islamic teachings

تعارف

خداوند عالم اپنے کلام بلاغت میں اپنے حبیب رحمت العالمین ﷺ سے حکمیہ انداز میں مخاطب ہے اور سورہ شوریٰ میں فرماتا ہے کہ "اے حبیب آپ ﷺ کہہ دیجئے! میں تم سے اجر رسالت کا کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے" اب تحقیق و مطالعے کی ضرورت ہے کہ آخر یہ قرابت دار ہیں کون سی اعلیٰ ہستیاں جن کی قرابت کا حکم خداوند علم نے اجر رسالت کے عیوض مقرر فرمایا ہے؟ رسالت کیا؟ رسالت ہے کہ رب العالمین نے ختم رسل وانبیا کی پیغامبری کے ذریعہ ہمیں دولت ایمان ونعمت اسلام سے مالا مال و سرفراز فرمایا، ہمیں اسلامی احکامات و تعلیمات اسلامی کے عملی مظاہرے اپنے حبیب سے کروا کر دکھائے، آیات قرآنی بازبان پیغمبر اکبر گوش گزار کروائیں ،دین کی تمام تر تفصیلات سکھائی و سمجھائیں، مشکل حالات میں شعب ابو طالب میں سخت جنگی حالت میں جنگ کے میدانوں میں بصورت دفع دین اسلام لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے تبلیغ دین اسلام پر کوئی بدلہ وعوض نہ چاہا البتہ اہل بیت اطہار سے محبت کا حکم فرمایا- جو کہ حکم خداوندی بھی ہے:**قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى-** [1] "اے حبیب ﷺ آپ فرمادیجئے! میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے"۔ بعد از نزولِ آیت، مودت / آیت قربیٰ نا صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آیت میں مذکور

اہل قربیٰ کی بابت تشریح چاہی بلکہ بذات خود رسول اللہ ﷺ نے اس آیت میں مذکور اہل مودت، اہل قربیٰ کو فقط زبانی ہی نہیں عملی طور پر بھی بارہا متعارف کروایا کبھی کندھے پر سواری، تو کبھی سجدے کی طوالت، تو کبھی زیر کساء اور کبھی میدان مباہلہ اس کے علاوہ بھی لاتعداد مقامات ہیں۔"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: "قُلْ لا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَمَنْ قَرَابَتُكَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ ؟ قَالَ : عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا".[2] "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ وہ قرابت دار کون ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر ضروری ہے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: علی، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے دونوں شہزادے"۔اب جیسا کہ قول رسول اللہ ﷺ سے واضح ہوتا ہے کہ قرابت دار کون ہیں اجر رسالت کیا ہے تو آج قرابت دار ہستیوں میں سے حبیب خدا ﷺ کی محبوب ہستی یعنی کہ امام حسین علیہ السلام کو نوجوانانِ امتِ مسلمہ سے قرآنی تعلیمات اور سیرت نبویہ کی روشنی میں روشناس کرانے کی روش پر کام کریں گے۔جس کا آغاز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی شہرہ آفاق رباعی سے کرتے ہیں:

شاہ است حسین* بادشاہ است حسین
دین است حسین* دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنا لا الہ است حسین[3]

کیا خوبصورت بات کی خواجہ صاحب نے کہ وہ حسین علیہ السلام کہ جس نے اسلام کو پناہ دی، وہ حسین علیہ السلام جس نے زمینی خداؤں کی بساط لپیٹ کر لا الہ کے قلعہ کی تعمیر نو کی، اُس وقت جب دین مردہ حالت میں آچکا تھا اور اسی حسین علیہ السلام نے مردہ دین کو حیات بخشی اور اپنے خون کے ذریعے اسکو تازگی سے منور کیا، وارث انبیاء صاحب ہل اتی امام حسین علیہ السلام کی عظمت و فضیلت کو عام انسان بیان کرنے سے عاجز ہے۔آپ کی فضیلت کو قرآن یا تو پھر ناطق قرآن ہی بیان کر سکتے ہیں کہ وہ حسین علیہ السلام جس نے خدا کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیا اسی حسین علیہ السلام پر خدا آج ناز کرتے ہوئے اپنی پوری کائنات کو لٹا رہا ہے۔جس کا ایک مشاہدہ اربعین کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے جس میں شیعہ و غیر شیعہ مسلمانوں کا ایک جم غفیر موجود ہوتا ہے دور حاضر میں سب سے لازم امر ہے کہ شیطان و استعمار کے تفرقے کے ہتھیار سے بچا جائے اور امام حسین علیہ السلام جیسی ہستی کو شیعہ و غیر شیعہ میں منقسم نا کیا جائے بلکہ اتحاد بین المسلمین کے تحت یک جہتی کا بھرپور مظاہرہ کیا جائے امام حسین علیہ السلام کی ذات اقدس کو نوجوانانِ امتِ مسلمہ سے قرآنی تعلیمات اور سیرت نبویہ کی روشنی میں روشناس کرانے کی روش اس لئے بھی نہایت ضروری ہے کہ ہر مسلمان کے لیے آپ میدان حشر، رزو آخرت میں نجات و شفاعت ہیں کیونکہ اس عظمتوں سے بھری ہوئی شخصیت کہ جن کے بارے میں نبی ﷺ خود اپنی امت سے فرما گئے کہ جو حسین علیہ السلام سے محبت کرے گا خدا بھی اس سے محبت کرے گا۔اگر آج ہم چاہتے ہیں کہ خدا کی محبت کو حاصل کریں اور اس کے مقرب بندے بنیں تو ضروری ہے کہ آج اس کشتی نجات میں ابھی سے سوار ہو جائیں جیسا کہ قول رسول اکرم ﷺ ہے کہ حسین علیہ السلام نجات کی کشتی ہے اسمیں سوار ہو جاؤ۔کشتی نجات آج بھی چل رہی ہے اور امام علیہ السلام آج بھی ہمیں آواز دیں رہیں ہے کہ اگر اس نجات کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہیں؛ تو ظلم کے خلاف خاموشی اختیار نا کرنا، اگر سوار ہونا چاہتے ہو تو کسی کا حق غضب نا کرنا، اگر سوار ہونا چاہتے ہیں تو حقوق العباد کو ترک نا کرنا،

اگر سوار ہونا چاہتے ہو تو حقوق الناس سے دست بردار نا ہونا، اگر ان قوانین پر عمل کرتے ہو تو آؤ نجات کی کشتی میں سوار ہو جاؤ؛ جو تمہاری منتظر ہے اسمیں سوار ہو جاؤ اللہ کی امان حاصل کر لو اور شاید ہی کرہ ارض پر کوئی ایک فرد ہو جو نجات کا خواہشمند نا ہو خدا سے دعا گو ہیں کہ پروردگار عالم ہمیں اس نجات کے راستے کا راہی بنائے آمین۔ یہ وہ بنیادی اسباب ہیں جن کی وجہ سے نوجوانانِ امتِ مسلمہ پر بھی ایک فرض کی حیثیت لازم ہے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کے ہر پہلو سے خوب اچھی طرح شناسا ہو تاکہ منزل نجات کا راہی بن سکیں۔ امام حسین علیہ السلام کی ذات اقدس امتِ مسلمہ میں بلند و بالا ہستی کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ دین اسلام اتباع حبیب خدا ﷺ کے بنا کامل نہیں تو "منّی" کے تاجدار سے شناسائی کے بنا کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اہل بیت رسول کی محبت کو ﷺ اللہ تبارک و تعالی نے قرآن کریم میں واجب قرار دیا ہے اور آپ علیہ السلام کی قدر و منزلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اگر نماز میں کوئی رسول خدا ﷺ اور آل رسول پر صلوات نہ پڑھے تو اس کی نماز ہی نہیں ہو سکتی۔

قرآنی تعلیمات

قرآن مجید خداوند عالم کا کلام بلاغت ہے۔ اس فصیح و بلیغ کلام میں خداوند عالم نے کل کائنات کے حقیر سے حقیر ذرے کا بھی تذکرہ کیا ہے، خود رب العالمین کا فرمان ہے: وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔[4] ''کوئی تر یا خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو''۔ جہاں قرآن کریم میں انسان اور خاص طور پر ایک مسلمان کی زندگی کا مکمل دستور موجود ہے وہیں اس کلام پاک میں کائنات کی ابتداء سے لے کر انتہا تک کے مضامین موجود ہیں۔ کلام پاک کا مقصد بھی یہ ہی ہے کہ انسان اس سے اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی لے۔

سیرت نبویہ ﷺ

سیرت نبویہ ﷺ یعنی بالفاظ دیگر سنت اور سنت کے لغوی معنی طریقہ کار اور طرزِ عمل ہے خواہ اچھا ہو یا برا، محدثین کی اصطلاح میں جو بھی آپ ﷺ کا قول، فعل یا بیان سکوتی، نیز آپ کی زندگی کی کوئی بھی جسمانی صفت یا اخلاقی کیفیت یا سیرہ و فضیلت خواہ آپ کی بعثت سے پہلے کی ہو یا بعد کی نقل کی گئی اس کو سنت کہتے ہیں یعنی ہر اس قول و فعل بیان کو سنت کہتے ہیں جو رسول ﷺ کی ذات گرامی کی طرف منسوب کر کے نقل کیا گیا ہو اور اس سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوتا ہو، علمانے حدیث کی دو قسمیں ذکر کی ہیں۔ قولی اور دوسری فعلی۔ حدیث قولی یعنی احکامِ شرعیہ کے معاملے میں مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر جو فرمودات آپ ﷺ کے دہن مبارک سے ادا کیے وہ سب سنتِ قولی ہیں اور حدیث فعلی عبادات کی کیفیت سے متعلق آپ ﷺ کے وہ تمام افعال اور اعمال جو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کیے ہیں، سنت فعلی کہلاتے ہیں، جیسے نماز، حج کا ادا کرنا وغیرہ۔ فقہائے امت نے حدیث اور سنت کی تعریف ایک ہی طرح کی ہے اور آپ ﷺ کا ہر عمل امت مسلمہ کے لیے سنت کا درجہ رکھتا ہے، آپ ﷺ کی پوری زندگی اسوہ حسنہ سے ایک مکمل شخصیت اسی وقت وجود میں آتی ہے جب آپ ﷺ کی اتباع کی جائے۔ زندگی میں کسی بھی چیز کی پیروی کرنے کے لیے ایک مکمل شخصیت کا نمونہ (رول ماڈل کے طور پر) ہونا ضروری ہے، آج تک جس شخص نے بھی کوئی نظریہ پیش کیا سب سے پہلے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کی تب کہیں جا کر لوگوں نے ان کے افکار کو قبول کیا۔ انبیائے کرام علیہم السلام تو انسانوں کی ہدایت، فلاح و کامیابی کے لیے اس دنیا میں تشریف لائے ان کی زندگی تمام کی تمام وحی کی تعلیمات کے مطابق ڈھلی ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی پیروی اس صورت میں ہو سکتی جب ہم قرآن و حدیث دونوں کو ساتھ ملائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے امت کو جو تعلیمات دیں

ان میں بھی بڑے واضح الفاظ میں اپنی پیروی کو امت کے لیے لازم قرار دیا۔ سنت کی اقسام کے طریقے دو طرح کے تھے اول سنن الہدیٰ آپ ﷺ کے ان طریقوں کو کہتے ہیں جنہیں آپ ﷺ نے بطور عبادت اپنایا ہو۔ دوم سنن زوائد آپ ﷺ کے ان طریقوں کو کہتے ہیں جنہیں آپ ﷺ نے بطور عادت اپنایا ہو، جیسے (سونا، جاگنا، کھانا، پینا اٹھنا، بیٹھنا وغیرہ وغیرہ)

امام حسین علیہ السلام

نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو امام حسین علیہ السلام سے روشناس کرانے کے لیے اصولاً سب سے پہلا قدم امام عالی مقام کے مکمل تعارف، مقام و مرتبے سے آگاہ ہونا لازم ہے کیونکہ جب آپ کسی ہستی سے روشناس ہونے کی جانب قدم بڑھاتے ہیں تو سب سے پہلے اس کے نام و نسب سے ہی واسطہ پڑتا ہے کتب احادیث و روایات میں موجود روایات کے مطابق پیغمبر اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے آپ کا نام حسین رکھا۔ حسن و حسین کا نام جو اسلام سے پہلے عرب میں رائج نہیں تھے، یہ شَبَّر و شَبیر (یا شُبَّیر)، حضرت ہارون کے بچوں کے نام سے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی یہ نام رکھنے کی وجوہات ذکر ہوئی ہیں جیسے: امام علی علیہ السلام نے شروع میں آپ کا نام حرب یا جعفر رکھا لیکن پیغمبر اکرم ﷺ نے آپ کے لیے حسین نام انتخاب کیا۔ بعض نے اس کو جعلی قرار دیتے ہوئے اس کے رد میں بعض دلائل بھی پیش کئے ہیں۔[5] "حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے بہت سارے القاب ہیں۔ امام حسین علیہ السلام سے متعدد القاب منسوب کئے گئے ہیں جن میں سے اکثر آپ کے بھائی امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشترک ہیں؛ جیسے: سید شباب اَہل الجنۃ (جنت کے جوانوں کے سردار)۔ آپ کے بعض دوسرے القابات مندرجہ ذیل ہیں: زکی، طیب، وفیّ، سیّد، مبارک نافع، الدلیل علی ذات اللّه، رشید، و التابع لمرضاۃ اللّه۔[6] "بعض احادیث میں آپ علیہ السلام کو شہید یا سید الشہداء کے لقب سے تعبیر کیا گیا ہے ثاراللہ اور قتیل العبرات کے القاب بھی بعض زیارتناموں میں ذکر ہوئے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ ابو علی، ابو الشہداء (شہیدوں کا باپ)، ابو الاحرار (حریت پسندوں کے باپ) و ابو المجاہدین (مجاہدوں کے باپ) اور بعض دیگر آپ کی کنیت ہیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی ایک روایت جس کو اکثر منابع میں نقل کیا ہے اس میں "حسین سِبطٌ مِن الاَسباط" یعنی حسین اسباط میں سے ایک کا ذکر ہوا ہے۔ سبط یا اسباط جو کہ اس روایت میں اور قرآن مجید کی بعض آیات میں بھی آیا ہے اس کے معنی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ علاوہ بر این کہ انبیاء کی نسل ہیں، امام اور نقیبوں میں سے بھی ہیں جو لوگوں کی سرپرستی کے لیے انتخاب ہوئے ہیں"۔[7] تاریخی مصادر کے مطابق پیغمبر ﷺ ہجرت کے چوتھے سال پنجشنبہ کے دن ۳شعبان ۹ یا ۱۰ جنوری ۶۲۶ عیسوی آپ کی ولادت ہوئی - اس خوشخبری کو سن کر سردار انبیاء ﷺ تشریف لائے، بیٹے کو گود میں لیا، داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنی زبان منہ میں دے دی۔ حبیب خدا ﷺ کا مقدس لعاب دہن امام حسین علیہ السلام کی اولین غذا بنا رسول خدا ﷺ نے آپ علیہ السلام کی ولادت کے دوران میں آپ علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی تاریخ میں نا اس سے قبل نا اس کے بعد ایسا کوئی موقع ملتا ہے جس میں روز تولد غم واندوہ اور دردناک شہادت کا ذکر ہو۔ امام حسین اہل تشیع کے تیسرے امام ہیں اور امام سجاد علیہ السلام سے حجت ابن الحسن عجل الولیک فرج تک بارہ اماموں کے شیعہ اماموں کے سلسلہ کے والد ہیں ۔ آپ کو تمام غیر شیعہ بھی اپنا امام، پیشوا اور مقتدا تسلیم کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے بہت سے ایسے فضائل ہیں جو اولین و آخرین میں سے کسی کے نہیں ہیں قبیلہ قریش کے بنی ہاشم خاندان سے آپ کا تعلق ہے۔ آپ کے نانا رسول خدا، سردار انبیاء ہیں، آپ کے پدر بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، آپ کی والدہ خاتون جنت سیدہ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ آپ علیہ السلام کے بھائی امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام جنت کے جوانوں کے

سردار ہیں کہ اس فضیلت میں آپ علیہ السلام بھی اپنے بھائی کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ حضرت عباس علیہ السلام علمدار اور حضرت محمد بن حنفیہ آپ کے بھائیوں میں سے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کی بہنوں میں سے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام وہ عظیم ہستی ہیں کہ جنہوں نے دین اسلام کی بقا کی خاطر میدان کربلا میں عظیم قربانی دے کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کلمہ توحید کے پرچم کو سربلند کر دیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین کریمین علیہ السلام کو بہت چاہتے تھے اور ان سے محبت رکھنے کی سفارش بھی کرتے تھے۔ امام حسین علیہ السلام اصحاب کساء میں سے ہیں، مباہلہ میں بھی حاضر تھے اور اہل بیتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک ہیں جن کی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو قرآنی تعلیمات اور سیرت نبویہ کی روشنی میں امام حسین سے روشناس کرانے کی روش پر ہم اسی طرح گامزن ہوسکتے ہیں جب امام عالی مقام کی حیات وسیرت طیبہ سے مکمل آشنا ہوں اور اس کے عملی مظاہرے کریں۔ امام حسین علیہ السلام کی ذات اقدس غیر معمولی نہیں ہے اور انگنت اسوہ حسنیٰ کے پہلوؤں سے سجی ہے مگر ہم نے نکتہ توجہ آپ علیہ السلام کی شجاعت اور قربانی کو بنالیا ہے کیونکہ اس کی وجہ واقعہ کربلا جیسا عظیم سانحہ ہے جو اپنے مقام پر اندوہگیں بھی ہے اور تاریخ ساز بھی اگر ہم فقط اسی سانحہ سے ہی حسین شناسی کی روش اخذ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس واقعہ میں جہاں غم کے بے شمار پہلو ہیں وہیں ایثار و قربانی، محبت و عقیدت، عشق و وفاداری، شجاعت و شہامت، صبر و استقامت کی لازوال داستانیں بھی نظر آتی ہیں۔ آپ کی حیات طیبہ کے ہر ہر مرحلے پر ایسے واقعات کثرت سے موجود ہیں جو اخلاق کی بلندیوں کی نشاندہی کرتے ہیں یوم عاشور ۱۰ محرم ۶۱ ہجری بمطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ عیسوی کو میدان کربلا میں حق و باطل کی لڑائی میں شہید ہوئے اور ایسی لازوال قربانی پیش کی جس کا کوئی مقابل نہیں اسی وجہ سے انہیں سید الشہداء کہتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام شناسی بذریعہ قرآنی تعلیمات

بعض محققین نے لکھا ہے کہ ۱۰۰ آیات امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں مگر راقمہ کے قلم سے یہاں امتِ مسلمہ کی وہ مشترکہ تسلیم شدہ آیات جن پر اجماع ہے کہ یہ امام کی شان اقدس میں نازل ہوئی وہ ہی رقم ہونگی۔ نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو امام حسین علیہ السلام شناسی بذریعہ قرآنی تعلیمات روشناس کرانے کی روش میں ان آیات کا دقیق مطالعہ اس کا شان نزول سمجھنا بہت لازمی امر ہے کیونکہ امام حسین علیہ السلام تاریخ انسانی کی ایسی ہی لازوال و بے مثال منفرد شخصیت ہیں جن کی حیات طیبہ کو عہدِ طفلی سے ہی قرآن مجید کے مطابق اس انداز سے ڈھالا گیا کہ آپ کا ہر عمل آیات الٰہی کی تجلی بن کر اُفق عالم پر چمکا، یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو عدل و شریک قرآن کہا گیا ہے۔ قرآن جو ایک زندہ معجزہ ہے جسکی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا نے لی ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡن-[8] "قرآن کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے"۔ اور پھر میدان کربلا میں ناصرف امام حسین علیہ السلام کے بلکہ پورے خاندان حسین علیہ السلام کے پاک وطیب خون کے ذریعے قرآن کی اس حفاظت کا خراج پیش کیا گیا ایسی لازوال قربانی کہ خداوند عالم پکار اٹھا: يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِىۡۤ ۔ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً-[9] "اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی"۔ خداوند عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور آل حبیب علیہ السلام کو محافظ قرآن مقرر ضرور فرمایا تھا قربانی کا وعدہ بھی عہدِ طفلی میں لیا گیا تھا مگر جس وقت عملی مظاہرہ ہوا وعدہ وفا کیا گیا رب العالمین بشمول کائنات کا ذرہ ذرہ تک اش اش کر اٹھا اور پھر خداوند عالم نے بھی ایک وعدہ کیا: فَاذۡكُرُوۡنِىۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ وَ اشۡكُرُوۡا لِىۡ وَ لَا تَكۡفُرُوۡنِ-[10] "پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو"۔

نوجوانانِ امتِ مسلمہ اگر فقط اس نکتے کی روش پر تفکر و تدبر کریں تو امام حسین علیہ السلام شناسی ایک آسان روش بن جائے گی آج تک کتنے نامی گرامی بادشاہ و حکمران آئے جو قبر حسین کے نشان تک کو مٹانا چاہتے تھے لیکن خود بے نشاں ہو گئے جسے رکھے خدا زندہ اسے کون مٹا سکتا ہے۔اور پھر خداوند متعال اپنی پاک کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:"هُدًى للمتقين۔[11] "ہدایت ہے تقویٰ والوں کے لیے"۔یعنی یہ کتاب پرہیز گاروں اور تقویٰ والوں کے لیے راہ نما اور ہدایت ہے تو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وحی خدا کے بغیر کلام نہیں کرتے وحی غیر متلو کے ذریعے آیت کی گواہی دیتے ہوئے گویا ہوتے ہیں: حسین مصباح الهدیٰ۔[12] "حسین ہدایت کا چراغ ہے"۔

نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو حسین علیہ السلام شناسی کی اس روش کی جانب راغب کرنا نہایت آسان ہو جائے گا اگر ہم فقط قرآن و سنت سے استفادہ کرتے ہوئے حسین شناسی کی تبلیغ کریں: اِنّما یُرِیدُ الله لِیُذهبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ أَهلَ البَیْتِ وَ یُطَهرَکُمْ تَطْهیراً۔[13] "اے اہل بیت! اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس (آلودگی) کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے"۔

متواتر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت تطہیر عالم خلقت کی عظیم ترین ہستیوں کے زیر کساء، مقدس اجتماع کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔یہ آیت اور اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث حضرت امام حسین علیہ السلام کی عصمت و جلالت اور بلندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں اس روش کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے تقویٰ اپنا کر ہر مسلمان گناہوں سے پاک روش کا راہی بن سکتا ہے: إِنَّ الأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا * عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا *يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا*وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَي حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا * إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاء ولا شُكُورًا۔[14] "نیک لوگ ایسے جام سے پیتے ہیں کہ جس میں اچھی خوشبو سے ملی ہوئی ہو، ایسے چشمے سے کہ جس سے خدا کے خاص بندے پیتے ہیں اور جگہ پر بھی چاہیں ان کو وہ اپنے لیے جاری کر لیتے ہیں۔وہ اپنی نذر پر عمل کرتے ہیں اور عذاب والے دن سے ڈرتے ہیں اور غذا کو نیاز اور ضرورت ہونے کے باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو دیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو خدا کے لیے غذا دے رہے ہیں اور تم سے کسی قسم کی جزا اور شکریہ کو نہیں چاہتے۔"

فقط اگر اسی آیت سے نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو روش حسین علیہ السلام شناسی سے متعارف کروایا جائے تو اس ایک آیت میں ہی کمسنی میں ایثار، قربانی، مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کے لئے غریب پروری کی جو روش ہے اس سے معاشرے میں انسانیت کا جذبہ پیدا ہوگا:وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيقًا۔[15] "اور جو بھی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جس پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہی بہترین رفیق ہیں"۔

نوجوانانِ امتِ مسلمہ اگر تحقیقی روش اختیار کریں تو حسین علیہ السلام شناسی کے نتیجے میں جان پائیں گے کہ صدیقین، شہداء اور صالحین کا سہرا کس کے سر ہے۔فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اگر کوئی شخص رکن و مقام کے درمیان خدا کی عبادت کرتا ہوا مر جائے اور اس کے دل میں بغض اہل بیت ہو تو یقینا جہنم واصل ہوگا۔پروردگار نے حسین علیہ السلام کی نسل میں امامت کو قرار دیا ہے اور ان کے صلب سے نو امام آئے جن میں آخری مہدی (عج) ہوں گے اور اس بات کی تصدیق اس آیت سے واضح ہے: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً

بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔[16] "اور انہوں نے اس پیغام کو اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دیدیا کہ شاید وہ لوگ خدا کی طرف پلٹ آئیں"۔ مقالہ کو طوالت سے بچانے کے لئے ایک آخری و اہم ترین آیت رقم کرتے ہیں نوجوانانِ امتِ مسلمہ حسین علیہ السلام شناسی کی روش میں صرف اس پر بھی اکتفا کرلیں کے قرآن کریم کی آیہ مباہلہ ہی وہ آیت ہے جس کی روشنی میں امام حسین علیہ السلام کا فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا ثابت ہے اگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان مباہلہ میں اکیلے جاتے یا اپنے گھر سے ہی بد دعا فرماتے تو نصاریٰ صفحہ ہستی سے ہی مٹ جاتے مگر حکمت کے تحت حضرات حسنین کو لے کر جارہے تھے تاکہ آیت کے مطابق امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کا فرزند رسول ہونا بھی ثابت ہوجائے نہ فقط ثابت ہوجائے بلکہ انہی مقدس حضرات میں فرزندیت محدود ہوجائے اور پھر کوئی غیر، فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا دعویٰ نہ کرسکے۔

امام حسین علیہ السلام شناسی بذریعہ سیرت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خداوند عالم نے اپنے کلام بلاغت میں سنت کی اہمیت، سنت کی محافظت کا حکم ارشاد فرمایاہے: وَ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ- وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ [17] "اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"۔ اگر ہم فقط اسی حدیث کے تناظر میں ہی نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو سیرت نبویہ کی روشنی میں امام حسین سے روشناس کرانے کی روش کو اپنائیں تو ہمیں اور کہیں رجوع کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث، سنت اور سیرت سے یہ بات واضح ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شناخت اور معرفت سب کیلئے ایک ضروری امر ہے اسی وجہ سے متعدد مقامات پر مختلف طریقہ سے اپنے اصحاب کے درمیان اپنے نواسہ کی عظمت اور فضیلت بیان فرماتے ہیں تاکہ صحابہ کرام میں معرفت حسین کا چراغ روشن ہوجائے تاکہ آنے والے زمانہ میں وہ فرزند سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشعل ہدایت اور کشتی نجات بنانے میں شک وشبہہ کا شکار نہ ہوں اور اپنی دنیوی واخروی سعادت کا سامان فراہم کرسکیں۔ امام حسین علیہ السلام ہر زمانے کیلئے چراغ ہدایت اور کشتی نجات ہیں لہٰذا ہر زمانہ میں وہی حسین کو مشعل راہ بنائے گا جس کے پاس حسین کی معرفت ہوگی۔ جس متبرک و محبوب ہستی کی وجہ سے دنیا کو خلق کیا گیا وہ سید المرسلین خاتم النبیین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کیا فرمارہے ہیں اس کو سمجھ اور جان کر ہم حسین علیہ السلام شناسی کے ماہرین میں شمار ہوسکتے ہیں کیونکہ امام حسین علیہ السلام سے پیمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدر کی محبت والفت اور والہانہ عشق وعقیدت کے بارے میں ناصرف بیحد وبے حساب احادیث نقل کی گئی ہیں بلکے بذات خود حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ایک عمل یعنی سنت وروایات سے امام حسین علیہ السلام سے محبت کی طرف توجہ دلائی ہے اور محبت کا حکم دیا ہے۔ ہم صرف ان احادیث سے استفادہ کریں گے جو شیعہ وغیر شیعہ دونوں مصادر سے ثابت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حُسَيْنٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْناً حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ۔[18] "حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اور اللہ اسے محبوب رکھتاہے جو حسین کو محبوب رکھتاہے اور یادرکھو! حسین میرے سبطوں میں سے ایک سبط ہے"۔

اس حدیث سے کی روسے اگر امام حسین علیہ السلام کی ذات اقدس کو روشناس کرانے کی روش پر چلا جانے تو سب سے پہلے اس حدیث کے پہلے سرے کی یہ بات بلکل واضح ہے کہ حسین علیہ السلام کا اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونا کس طرح ہے۔ لیکن نانا کا نواسہ سے ہونا کیسے ؟

اب جب نواسہ حسین علیہ السلام جیسا ہو جو اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو بچانے والا، اپنے بابا کی ولایت کو بچانے والا، اپنے بھائی کی امامت کو بچانے والا، اپنی ماں کی عصمت کی پاسبانی کرنے والا، تمام انبیاء کے مشن کی بقاء کی خاطر جدوجہد کرنے والا، اپنا سب کچھ قربان

کرنے والا ہو تو کیا وہ نواسہ ناناﷺ سے نہیں ہو سکتا! تو ایسی بلند ہستی کی ذات کو ہر دور کے نوجوانوں کو بلا تفریق مذہب، مسلک، خاندان وقبیلہ اپنی زندگی کی کامیابی کے لئے رہبر ورہنما منتخب کرنا چاہئے کیونکہ امام حسین علیہ السلام کی ذات مبارک کسی فرقے کے لئے مخصوص نہیں ہے کل کی کل امت مسلمہ کے لئے ہے اس حدیث میں "سِبطٌ""قبیلہ" کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ نسل پیغمبر اسلام ﷺ امام حسین علیہ السلام سے قائم و دائم رہے گی۔ اللّٰھمَّ اِنّی اُحِبُّھما وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھما.[19] "پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان لوگوں سے محبت فرما جو انہیں دوست رکھے"۔ مَن أحَبَّ الحسن و الحسين فقد أَحَبَّنِي و مَنْ أَبْغَضَهما فَقد أَبْغَضَنِي۔[20] "جو حسن و حسین سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے"۔ نوجوانانِ امت مسلمہ کے لئے ان دونوں احادیث میں حسین علیہ السلام شناسی کی روش کے چند نکتے قابل فہم ہیں سب سے اہم تو خود حبیب خداﷺ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ محبت حسین، محبت رسول اکرمﷺ کی علامت ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو حسین علیہ السلام سے محبت رکھنا اس لئے کہ مجھ سے محبت وعقیدت کا دارومدار حسین علیہ السلام کی محبت پر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی دعا ہے کہ خداوند عالم تو بھی ان سے محبت فرما۔ اسی طرح حسین علیہ السلام سے دشمنی، پیغمبر اسلام ﷺ سے دشمنی کی علامت ہے، جو بھی حسین علیہ السلام کا دشمن ہے، حسین کے مشن کا دشمن ہے جو بھی ختم الرسل، سید المرسلین ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لایا ہے اور ان سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ امام حسین علیہ السلام سے محبت رکھے ان کا مطیع و فرمانبردار رہے ان کی پاکیزہ سیرت کو اپنے لیے نمونہ حیات قرار دے ورنہ محبت حسین سے دل کو خالی رکھ کر اعلان توحید ورسالت پیغمبﷺر فقط ایک دعویٰ ہی رہے گا اور اس کی کوئی حقیقت نہ رہے گی اور نہ ہی یہ عقیدہ توحید و رسالت اس شخص کو کوئی فائدہ ہی پہنچا سکے گا۔ امام حسین علیہ السلام راکب دوش رسالت ﷺ، ریحان پیغمبر ﷺ ہیں یہاں تک آپ علیہ السلام نماز و دیگر حالات میں بھی سوار دوش رسالت ہوتے تھے لیکن پیغمبر ﷺ نے کبھی انہیں منع نہیں کیا بلکہ لطف ومحبت کا اظہار کرتے اور لوگوں کو بھی ان سے محبت و دوستی کا حکم فرماتے تھے۔ جمال الدین زرندی حنفی، ترمذی اور ابن حجر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب سرکار رسالت، حضﷺور سرور کائنات نے حسین کو اپنے دوش پر سوار فرمایا تو ایک شخص دیکھ کر کہنے لگا: واہ! کیا سواری ہے! پیغمبر ﷺ نے فوراً فرمایا": نِعمَ الرّاکب هوَ۔[21] "تم نے سواری دیکھی ہے کہ کتنی اچھی ہے ارے سوار بھی تو دیکھو کتنا اچھا ہے"۔ احادیث قدسی میں سے ہے یعنی در حقیقت یہ الفاظِ معصوم ﷺ میں کلام خدا ہے۔ الحسن والحسین سَیِّدا شَبَابِ أَهلِ الجَنَّةِ۔[22] "حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہیں"۔ لہٰذا یاد رہے کہ امام حسن و امام حسین جنت کے سردار ہیں اور کوئی بھی ان کی مخالفت کر کے ان سے جنگ کر کے یا ان سے بغض وعداوت اور دشمنی کر کے جنت میں جانے کی توقع نہ رکھے۔ ایک اور مشہور احادیث میں سے حدیث یہ ملتی ہے سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں: اني تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي۔[23] "میں تمہارے درمیان دو گران قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہو ایک کتاب خدا دوسری میری عترت۔

اسی عترت کا ایک مصداق امام حسین علیہ السلام ہیں ان کی شخصیت کو روشناس کرانے کے ایک پہلو میں یہ ایک اہم حدیث ہے جس پر پیروی کرتے ہوئے ہم بعد از پیغمبر خداﷺ بھی رہبر ورہنما سے محروم نہیں جانشین رسول ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں۔

امام حسین علیہ السلام شناسی کی روش وضرورت

دور حاضر میں معرفت حسین حاصل کرنے اور امام حسین علیہ السلام شناسی کی روش وضرورت اس لئے بھی ہے کہ امام حسین علیہ السلام وہ ہستی ہیں جنہوں نے دین اسلام کو بچانے کے لئے گھر، بار مال ومتاع کی عظیم قربانی پیش کی تاکہ اسلام زندہ رہے تو وہ ہستی اسلام کو ٹوٹتا اور فرقوں میں بٹتا کیسے پسند کریں گے؟ حضرت امام حسین بچپن سے ہی قرآن مجید سے بہت زیادہ مانوس تھے اس لئے کہ اُس گھر میں آنکھیں کھولیں جہاں قرآنِ صامت کو قوتِ نُطق و گویائی عطا کی گئی، جہاں کتاب الٰہی کی بہت سی آیتوں کا نزول ہوا، اور جہاں آیات قرآنی کو ضابطۂ حیات سمجھا گیا، جس کے لفظوں، جملوں اور آیتوں کو زندگی کا دستور بنا کر اس کا اتباع کیا گیا ،اس آغوش مقدس میں تربیت پائی جو رسالت کی آغوش تھی اس زبان سے علم و حکمت حاصل کیا جو سرچشمہ وحی الٰہی تھی آپ علیہ السلام عہد طفلی سے ہی قرائتِ قرآن، حفظ قرآن، تفسیرِ قرآن اور تاؤیل قرآن کو اہمیت دیا کرتے تھے۔ آپ کی ذات خدا کے نزدیک اتنی بڑی فضیلت کی حامل ہے کہ کلام خدا و نبی خدا کے فرامین کی شباہت کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے یہ دو اہم ذریعے ہیں ایک قرآن دوسرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول علیہم السلام کی احادیث واقوال، جس میں سب سے معتبر اور قابل اعتماد ذریعہ قرآن مجید ہے۔ زیر دست مقالہ میں امام حسین علیہ السلام کی عظمت ومنزلت اور امام کی زندگی میں قرآن وحدیث کے نقش کو بیان کیا جارہاہے تاکہ ان تمام روشوں کو اختیار کرتے ہوئے نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو امام حسین علیہ السلام کی شخصیت سے روشناس کرانے کی روش کو سمجھا جاسکے۔ امام عالی مقام علیہ السلام کو قرآن سے گہرا رابطہ تھا حدیث ثقلین کی رو سے قرآن واہلبیت میں اتنا مستحکم اور عمیق رابطہ ہے کہ جو ادراک وفہم بشر سے بالاتر ہے شب عاشور آپ علیہ السلام نے ایک رات کی مہلت اس لئے لی تھی تاکہ عبادت وتلاوت کرسکیں "مجھے نماز، کتاب خدا کی تلاوت، دعا اور استغفار سے زیادہ محبوب ہے"۔ اگر کسی کے عمر کی آخری شب ہو تو وہ بہترین کام انجام دینا چاہتا ہے معلوم ہوتا ہے سب سے محبوب کام امام کے نزدیک عبادت، تلاوت اور دعا واستغفار ہے۔ امام حسین اور قرآن کے رابطہ کی گہرائی کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حسین علیہ السلام کے سر وتن میں جدائی کردی جاتی ہے تو جدائی کے باوجود نوک نیزہ سے سر حسین کلام اللہ کی آیات کی تلاوت کر رہا تھا۔ امام حسین علیہ السلام کے دور میں بنی امیہ بالخصوص یزید کی حکومت میں قرآن معاشرہ میں متروک ہوچکا تھا، قرآنی احکام پر عمل نہیں ہو رہا تھا اسلام اپنے راستے سے منحرف کیا جارہا تھا لہٰذا امام حسین علیہ السلام نے قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر قیام کیا تاکہ قرآن کو مہجور ہونے سے محفوظ رکھیں۔ افسوس کہ آج پھر ہمارے معاشرہ میں قرآن مہجور ہوچکا ہے لہٰذا سیرت حسین علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے قرآنی تعلیمات کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ صحیح معنوں میں مقصد قیام حسین علیہ السلام کی تکمیل ہوسکے۔ امام حسین علیہ السلام قرآن مجسم ہیں امام حسین علیہ السلام قرآن کی عملی تفسیر ہیں آپ قرآن ناطق ہیں آپ کی تمام حرکات وسکنات قرآنی آیات کی بولتی تصویر ہیں حتی امام کا قیام بھی قرآنی اصولوں پر استوار تھا اس روش کے ذریعے نوجوانانِ امتِ مسلمہ کے دل ودماغ میں رائج اس غلط العام رواج کو مٹایا جاسکتا ہے کہ یہ اقتدار کی جنگ تھی۔ نوجوانانِ امتِ مسلمہ میں امام حسین علیہ السلام شناسی کی روش وضرورت اس لئے بھی لازمی و ضروری ہے کہ آج دشمن اسلام کے ٹکڑے فرقہ واریت کی تلوار سے کر رہا ہے بدنصیبی کہ خارجیت، مادیت اور لامذہبیت نے مسلمانوں کے عقائد پر گرد ڈال دی۔ جس ذوق وشوق اور رغبت ومحبت سے مسلمانوں کے ہاں کثرت سے ذکر حسین علیہ السلام کا اہتمام ہوتا تھا، اجتماع ہوتے تھے اب وہ جوش وخروش، تسلسل اور کثرت نہیں رہی۔ بدقسمتی سے پچھلے چند عشروں کے اندر اس چیز کو فروغ دیا گیا کہ جو ماہ محرم میں یا شب عاشور کو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا جلسہ، مجلس، اجتماع یا ذکر کرے تو گویا وہ شیعہ ہے یا اس کے اندر تشیع ہے۔ دراصل یہ کہنے والے فتنہ پرور لوگ ہیں۔ اس سوچ کو فروغ دینے والے ہرگز مسلمان نہیں،

وہ خارجی المذہب ہیں اور خوارج ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے عقائد کو پراگندہ کرنے اور اِن کے دلوں سے حُب رسول ﷺ اور حُب اہل بیت نکالنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ ذکر حسین کو صرف اہل تشیع کے کھاتے میں ڈال رکھا ہے کہ یہ ان کا کام ہے اور اگر مسلمان ذکر حسین علیہ السلام کریں گے تو گویا وہ شیعہ مسلمان ہیں۔

افسوس! لوگوں کے اندر اتنی اخلاقی کمزوری خلق کی جاچکی ہے کہ وہ اس تہمت کے ڈر کی وجہ سے ذکر حسین علیہ السلام کی مجالس کا جرات کے ساتھ اہتمام نہیں کرتے حالانکہ تہمتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔ پس لوگوں کی تہمت کے ڈر سے ہم میں سے کئی ذکر امام حسین علیہ السلام کی محافل منعقد نہیں کرتے اور نہ ان میں شریک ہوتے ہیں کہ لوگ شیعہ سمجھیں گے، فلاں مولوی یہ کہہ دے گا، شور مچ جائے گا، فلاں جماعت یہ کہہ دے گی، فلاں تحریک اور فلاں تنظیم یہ کہہ دے گی۔ یاد رکھیں! فتنہ بپا کرنے والے، جھوٹے فتوے لگانے والے، شر انگیزی کرنے والے، لوگوں کے عقائد کو طرح طرح کے حملے سے منتشر کرنے والے اور راہ حق سے ہٹانے والے لوگ ہمیشہ دنیا میں رہے ہیں۔ خارجی فکر تو تسلسل سے ہر صدی میں موجود رہی ہے۔ آج جن لوگوں نے مسلمانوں اور امت مسلمہ کے خلاف ہتھیار اٹھا رکھے ہیں، وہ یہی خارجی ہیں جنہوں نے امن کی راہ چھوڑ دی ہے۔ یہ حُب رسول ﷺ اور حُب اہلبیت کے خلاف ایک محاذ ہے۔ مسلمانوں کو گروہ بندی کی صورت میں ایک گروہ فقط حُب صحابہؓ تو دوسرا فقط حُب اہل بیت تک محصور کر دیا ہے جبکہ مسلمانوں کا تشخص یہ تھا کہ حُب اہل بیت اور حُب صحابہؓ دونوں کو جمع کرنا مسلمانوں کے ہاں ایمان تھا۔ دونوں کو جمع رکھنا یہ ان کا امتیاز اور تشخص تھا۔ آج اہل بیت کی محبت اور مؤدت کے ذکر کو بتدریج مختلف حیلوں بہانوں سے دلوں سے نکالا جا رہا ہے۔ نہ جانے کتنے لوگ اس فتنے، شر اور خارجیت کی اس گرد سے متاثر ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس بات کو سمجھا جائے کہ نوجوانانِ امتِ مسلمہ کا ذکر امام حسین علیہ السلام اور حسین علیہ السلام شناسی کیوں ضروری ہے؟ اگر ذکر امام حسین علیہ السلام ضروری نہیں اور شہادت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ اور ذکر اہل بیت ضروری نہیں تو پھر سید المرسلین ﷺ کی امت میں کسی کا ذکر بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ ذکر حسین علیہ السلام حقیقت میں خود ذکر مصطفی ﷺ ہے۔ شخصیت امام حسین علیہ السلام شناسی اور اس کی روش کو اپنانا حقیقت میں سیرت محمدی ﷺ کا ایک باب ہے۔ شخصیت امام حسین علیہ السلام شناسی کے ساتھ یہ واحد ایک ایسی شہادت ہے جس کا تفصیلی ذکر خود سید المرسلین ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے سامنے فرمایا۔ اس کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کے نیک اور صلحاء بندوں کا ذکر کرنا سنت الٰہیہ ہے۔ ذکر حسین علیہ السلام کر کے درحقیقت ہم سنت الٰہیہ پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں جابجا اپنے نیک و صلحاء بندوں کے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام شناسی کی روش وضرورت کی ایک اہم ترین وجہ یہ بھی ہے کہ نوجوانانِ امتِ مسلمہ کے درمیان دو نکات عام رائج ہیں ایک تو آپ علیہ السلام نواسہ رسول ﷺ ہیں دوم آپ علیہ السلام کی کربلا میں مظلومانہ شہادت ہوئی اس سے بڑھ کر شخصیت امام علیہ السلام کے بابرکت پہلوؤں سے زیادہ تر نا آشنائی ہے اگر ہم میدان کربلا سے ہی امام حسین علیہ السلام شناسی کی روش سیکھیں تو ہماری زندگیاں بدل جائیں جیسے کہ قیام کربلا کے بہت سارے پیغام ہیں ان میں سے ایک وہ جو ہماری آنکھوں کے سامنے واضح و روشن ہے وہ عرفانی پیغام ہے اور یہی عرفانی پیام ایک مہمترین اور بہترین پیغام ہے کہ ہر زمانے کے عرفاء نے اسی عرفانی پیغام پر تکیہ کیا ہے اسی عرفانی پیام نے عرفاء کی زندگی میں رونق بخشی ہے۔ واقعہ کربلا عشق خدا کی لازوال داستان ہے جس میں انسانوں کے لئے عشق خدا کا عملی درس شامل ہے۔ جب انسان کے سامنے اس کی موت ہو تو وہ پناہ مانگتا ہے اور امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور میں اشقیاء سے ایک رات کی مہلت مانگی یہ کہہ کر "مانگی، وہ جانتے ہیں کہ میں نماز سے کتنی محبت کرتا ہوں"۔ امام حسین اور ان

کے اصحاب کے اعمال پر غور کرنے سے معارف الہی کا سمندر مل جاتا ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے ہر انسان کا جتنا ایمان قوی ہوتا ہے اسی حساب سے انکی زندگی میں آزمائشیں اور مشکلات زیادہ ہوتی ہیں جسکی واضح مثال محمد و آل محمد ﷺ ہیں۔ کربلا کے دروس میں سے ایک درس آزمائش کا ہے آزمائشیں انسان کے امتحان کا وسیلہ ہے کیونکہ انسان کو آزمائش اسکے اصلی ہدف تک پہنچاتی ہے جس دنیا میں ہم زندگی بسر کرتے ہیں وہ آزمائش سے بھری ہے ان میں سے کسی کو چھٹکارا حاصل نہیں ہے بلکہ ہر انسان کی اپنی ظرفیت کے مطابق آزمائشیں آجاتیں ہیں۔ نہضت کربلا کے بنیادی روش میں سے ایک راہ خدا میں قربان ہونا ہے اصولی طور پر ایک عاشق کے لیے سب سے پہلی چیز اپنے محبوب کی خاطر انکی راہ میں فدا ہونے کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے اس بناء پر پوری کائنات میں خدا کے علاوہ معشوق و معبود حقیقی نہیں ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک انسان مؤمن وموحد کے لیے خدا پر ایمان کے سوا کوئی اور چیز مہم نہیں ہے اور تعجب کی بات نہیں کہ امام حسین علیہ السلام جیسے موحد نے اپنی جان نچھاور کرنے کے ساتھ اپنے باوفا اصحابؓ کی جانوں کو بھی خدا کی راہ میں قربان کر دیا تو فقط خدا کی رضایت کی خاطر ودین مقدس کی بقاء کے لیے۔ جیسے امام کی مختلف زیارت میں ہم یہی تمنا کرتے ہیں: فیالیتنا کنا معکم فنفوز فوزا عظیما یعنی حقیقی کامیابی کا پیغام فوز عظیم ہے۔ حسین علیہ السلام شناسی کی روش وضرورت کی ایک اہم ترین وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تمنایا زیارت فقط شیعہ مسلمان کے لئے نہیں بلکہ غیر شیعہ مسلمانوں کی بھی ہونی چاہئے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ روش و مقصد شہادت امام علیہ السلام سے شناسا ہوں۔ کربلا کے تناظر میں امام حسین علیہ السلام شناسی کا درس لیں تو سب سے اعلیٰ درس یاد خدا کا ہے اس میں شیعہ اور غیر شیعہ کا کوئی فرق ہی نہیں کیونکہ یہ تو ہر مسلمان کی روش ہونی چاہئے اگر ہم امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ کا غور سے مطالعہ کریں اور اس روش کو اختیار کریں تو پتہ چلتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کسی بھی وقت ایک لحظہ کے لیے یاد خدا سے غافل نہ رہے خصوصا قیام کربلا میں کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یاد خدا کے علاوہ کوئی اور چیز دلوں میں تسلی وسکون نہیں لاسکتی ہے بلکہ آپ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ[24] "کے مصداق تھے اور امام کا ہر خطبہ اور کلام ذکر ونام خدا سے شروع ہوتا ہے جیسے: جب اشقیاء عاشور کے دن اہلبیت کے خیام کی طرف حملہ کرنے آئے تو امام نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ اسی طرح کربلا کے راستہ میں مسلم ابن عقیل کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ -[25]

حماسہ آفرین عاشورا کا ایک پیغام یہ ہے کہ قیام امام حسین علیہ السلام فقط خدا کے لیے تھا یہ وہ روش ہے جو ہر مسلمان کا ایمان کا لازمی جز ہے یعنی قربتاً اللہ۔ کیونکہ یہ تفرقہ بندی تو انسانی ہے شیعہ اور غیر شیعہ قسم کے نام خداوند عالم کی من پسند لسٹ میں ہیں ہی نہیں۔ نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو امام حسین علیہ السلام شناسی کی روش وضرورت اس لئے بھی ہے تاکہ وہ قیام کربلا کے پس منظر سے بھی واقف ہوں کوئی بھی شخص خدا کے لیے قیام کرے تو اسکا تمام ہم و غم صرف اپنی تکلیف پر عمل کرنا اور خدا کی رضایت کو حاصل کرنا ہے۔ ہر مسلمان کو کربلا سے درس و روش لینی چاہیے کہ ہم اپنے تمام کاموں میں اخلاص کے ساتھ ہمیشہ قدم بڑھانے کی کوشش کریں قیام امام کا سب سے درخشاں چہرہ اخلاص کا ہے یوں تو تاریخ اسلام میں بہت سارے واقعات رونما ہوئے ہیں لیکن ان میں سے کچھ کو حیات جاودانہ ملی ہے تو صرف اخلاص وخدائی رنگ ہونے کی وجہ سے ہے یہی اخلاص وصبغۃ اللہ اور اس بے زوال رنگ الہی کی وجہ سے نہضت عاشورا کو جاوادنہ زندگی خدا نے عطا کی ہے۔ نیت میں عمل میں قیام میدان جنگ میں تمام مراحل میں اخلاص کے ساتھ قدم بڑھانے کی وجہ سے قیام عاشورا نے تا صبح قیامت رہنا ہے ان شاء اللہ چونکہ اخلاص ہی حماسہ حسینی کا اساسی رکن تھا اس لیے کوئی چیز امام حسین اور ان کے اصحاب کی شہادت کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ حماسہ حسینی

کے عرفانی پیغاموں میں سے ایک تسلیم ورضا ہونا ہے عبادت گزار اور توحید پرست انسان کی بارز ترین خصوصیات میں ایک خدا کی رضایت پر راضی ہونا اور اللہ کے تمام احکام الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہونا ہے امام حسین علیہ السلام نے کوفیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم لوگ کبھی فلاح نہیں پاوگے کیونکہ تم لوگوں نے اپنی خشنودی کی خاطر خدا کی رضا کو چھوڑ دیا ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام پر دشمنوں کا خنجر چلا تو بارگاہ الہی میں رضایت کا اعلان کرتے ہوے فریا: رضا بقضائک وتسلیما لامرک یہ ہی وہ دروس ہیں جن سے ہر شیعہ وغیر شیعہ کو لازماً آگاہ ہونا چاہئے۔

خلاصۂ بحث

حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم ﷺ تک ہر ہر لمحے انسانی زندگی میں بے شمار واقعات و حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ روز اول سے ہی لوگوں کے اذہان سے مٹ جاتے ہیں اور چند ایک مختصر مدت کے بعد غائب ہو جاتے ہیں، لیکن واقعہ کربلا چودہ سال پہلے ہوا تھا یعنی چودہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی یہ طاقت اور گرمجوشی کے ساتھ تازہ تر ہوتا جارہا ہے کیونکہ یہ معرکہ حق وباطل ہونے کے ساتھ ساتھ تا قیامت تک کے لئے حق وسچ کی روش کا رہنما بن گیا ہے کیونکہ اگر امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ کے عظیم مقاصد وہدف کو اجمالی طور پر قرآنی تعلیمات وسنت نبویہ ﷺ کے آئینے میں دیکھا جائے تو آپ کی سیرت طیبہ ﷺ کا نچوڑ قرآنی تعلیمات وسید المرسلین ﷺ کے دین وشریعت کے احیاء میں سمٹ جاتا ہے جیسا کہ خود آپ نے اپنی زندگی، اپنی تحریک اور اپنے مشن کا مقصد امت کی اصلاح، معاشرہ میں امر بالمعروف، اور ماند پڑتی اور مٹتی ہوئی قرآنی تعلیمات و سیرت رسول ﷺ کا احیاء اور اس پر عمل ہے۔ امام علیہ السلام نے مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق کی جو مسافت طے کی ہر منزل ومحاذ پر آپ نے اپنے قول وفعل سے پوری عالم بشریت بالخصوص کل کی کل امت مسلمہ کو یہ بتانے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام محض نعرے بازی، ہلڑ ہنگامہ، مذمت اور بیان بازی کا دین نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مذہب و دین ہے جو حیات بعد الممات کی بنیادوں پر کائنات انسانی کو رشد وہدایت کی عملی دعوت دیتا ہے۔ لہذا اسے محض دعوں، نعروں ،مذمتوں اور بیان بازیوں میں محدود نہ کرو بلکہ اسے اپنے قول و عمل میں اتار لو مگر افسوس! آج ہم اور ہمارے اعتقادات، عبادات، اصول حیات، اخلاقیات، معاملات اور معاشرت کا محور کیا ہے وہ راقم الحروف سے بہتر آپ خود جانتے ہیں! عہد حاضر کی یزیدیت نے امت مسلمہ کو فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے مسلمانان عالم کو اسلام کے حدود سے نکال کر کفر کے دہانے پر لا کر کھڑا کر دینا چاہتی ہے ایسے میں امام کی سیرت سے روشناس ہو کر ہم فلاح و نجات حاصل کرسکتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت تمام امت مسلمہ خاص کر اپنے چاہنے والوں سے اس بات کی خواہش مند ہے کہ سید المرسلین ﷺ کی امت محض اسلام کا زبانی دعویٰ اور خود کو حبیب خدا ﷺ سے منسوب نہ کرے بلکہ اسلام کے آئین واصول، قرآنی تعلیمات اور سیرت و اسوۂ رسول ﷺ پر عمل درآمد ہو۔ آج بھی روح حسین علیہ السلام ، سیرت حسین علیہ السلام اور تعلیمات حسین ہمیں یہ پکار پکار کہہ رہی ہے کہ صرف دین کا دعوی نہیں دین کو اپنی روزمرہ زندگی میں اتارو اور اس پر عمل کرو۔ درحقیقت ہم ذات اقدس امام حسین علیہ السلام سے شناسی کے ذریعے اللہ رب العزت کی سنت پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ ہم اللہ کے محبوب بندے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان وعظمت کا ذکر کرتے ہیں آپ علیہ السلام کے صبر واستقامت کا ذکر کرتے ہیں آپ علیہ السلام پر اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں اسلام وآپ علیہ السلام کے دشمن یزید کے ظلم اور جبر کا ذکر کرتے ہیں، یعنی عین وہ عمل جو قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوبوں کے ساتھ کیا ہے ہم بھی اسی سنت الٰہیہ پر عمل کرتے ہیں۔

References

[1] Al-Shu'arā 42:23.
[2] Abū Qāsim Sulīmān, trans. Gulām Dastgīr Chishtī, M'jam kabīr tibrānī (Lahore: Āṣif Ṣiddīq printers), 2575.
[3] Maṭlūb Aḥmad Chishtī, *Hqqā kah bnā lā ilā ast Husīn*, Jhung Magazine (Lahore: Jhang Group of publication, 30 aug, 2020), 75.
[4] al an'am 6:59.
[5] Abn Shhr Āshūb Māzandrānī, *Al-Mnāqib Āl-abī Ṭālib* (Qum: Mūssah antshārāt-e-'Alamah, 1379 Q), 3:397.
[6] Māzandrānī, *Al-Mnāqib Āl-abī Ṭālib*, 3:397.
[7] Aḥmad Ibn yaḥyā balazrī, *Ansāb al-ashraf* (Al-Tbā'ah wa al-nashr wa al-twārīkh, 1417 Q), 3:142.
[8] Al Hijr 15:9.
[9] Al Fajr 89:27-28.
[10] Al Baqarah 2:152.
[11] Al Baqarah 2:2.
[12] Wāḥid Kurāsānī, *Miṣbāḥ al-hadī* (Qum: Madrissah al-Imām bigīrihī al-'Ulūm, 1393).
[13] Al Aḥzāb 33:33.
[14] Al Insān 76:5-9.
[15] Al-Nisā 4:69.
[16] Az-Zukhruf 43:28.
[17] Al-Haṣhr 59:7.
[18] Shīkh 'Alī mutqī al-Hindī, *Kanz al 'Ummāl fī sunan al-aqwāl wa af'āl* (Karachi: Dār al-ashā'at), 6:223-295.
[19] Shīkh 'Alī mutqī al-Hindī, *Kanz al 'Ummāl fī sunan al-aqwāl wa af'āl* (Karachi: Dār al-ashā'at), 6:223-295.
[20] Saḥīḥ Bukhārī
[21] Muhammad Baqir Majlsī, *Biḥar al-Anwār*, (Teḥrān: Islāmiyah, 1363 AH), 43:303.
[22] Abu 'Isa Muhammad Ibn Surah Ibn shaddād, *Jami` al-Tirmidhi*, (Lahore: Maktba bīt al-salām, 2017), 13:198-199.
[23] Rashīd Zamīzam, *Imām Hussīn kay karāmāt sy jaḥlak* trans. Hasan Muhammad Anṣārī, (Karbla: Media section Rūḍah-e-Aqdas Husīnī), 18.
[24] Al-Ra''d 13:28.
[25] Al-Baqrah 2:156.